



Critical Analysis of related content with mixed languages (urdu and english) on the front and back page headlines and sub-headings of the daily Jang of July, August, September 1961 and 2011.

روزنامہ جنگ کے جولائی، اگست، ستمبر 1961ء اور 2011ء کے صفحہ اول اور صفحہ آخر کی سرخیوں اور ذیلی سرخیوں میں انگریزی الفاظ کی آمیزش۔ متعلقہ تحقیقی مضامین کا جائزہ

زریں اختر
لیکچرار شعبہ ابلاغ عامہ
وفاقی اردو یونیورسٹی

zareenakhtar.phd2020@gmail.com

ڈاکٹر طاہر مسعود
سابق صدر شعبہ ابلاغ عامہ
جامعہ کراچی

tahirmasood56@gmail.com

ڈاکٹر کمال حیدر
صدر شعبہ تعلیمات
وفاقی اردو یونیورسٹی

kamalhaider@fuuast.edu.pk

ABSTRACT

The purpose of this research is to test hypothesis whether there is any rise seen in usage of English words in an Urdu newspaper daily "Jang" during the last fifty years. It can be observed in daily life that there is been an enormous rise in adoption of English words in Urdu language. This is an alarming situation that English words are replacing common Urdu words at large. Although distortion in living languages is very common around the world but civilized nations safeguard their languages with deep concern. Unfortunately Urdu language is not receiving such attention to being protected. The role of mass media is very dull in the progression of language at international level. That is why widely published Urdu "Jang" which imitated its publication before the establishment of has been selected as a sample. This Research is based on qualitative and quantitative analysis by the experts from language and mass media. It analyze and determine how much English words were used in the headlines and sub headlines appeared



in first and last pages of Urdu newspaper Daily Jang published in July, August and September Consecutive during 1961 and 2011. The findings based on quantitative analysis of this research authenticate the hypothesis. The result of qualitative analysis logically disapproves the unnecessary mixing of English words in Urdu language as it mass national ideology and distort national identity.

Keyword: English word, Use Urdu newspaper, Distortion, Language

تعارف

”زبان کے علاوہ اردو بہت کچھ اور بھی ہے۔ جیسے ایک قیمتی ورثہ، ایک قابل قدر روایت، ایک نادر ”آرٹ“،

ایک مسحور کن نغمہ، ایک قابلِ فخر کارنامہ، کوئی پیمانِ وفا یا اس طرح کی کتنی اور باتیں جو محسوس ہوتی ہیں لیکن بیان نہیں ہو پاتیں۔“ (رضا عابدی)

اردو زبان کی تعریف میں لکھے جانے والے یہ خیالات ایک انتہائی مستند مصنف رشید احمد صدیقی کے ہیں۔ یہ ایک ادنیٰ چوک ہے یا ایک بڑی تبدیلی کی جانب واضح اور لاشعوری اشارہ کہ لفظ ’فن‘ جو عربی زبان کا لفظ ہے اور اردو میں مستعمل ہے؛ رشید احمد صدیقی نے اس کی جگہ انگریزی زبان کا لفظ ’آرٹ‘ تحریر کیا ہے۔ رشید احمد صدیقی جیسے مضمون نگار کے قلم سے تحریر کی روانی میں ایک انگریزی لفظ کا آجانا وہ تبدیلی ہے جو اُس وقت بھی باشعور حلقوں کے لیے لمحہء فکریہ تھا اور آج بھی ہے۔

گزشتہ دو صدیوں سے یہ خطہ مستقل انگریزی زبان کے غلبے میں ہے۔ یہ صورت حال تمام اداروں پر حاوی ہے۔ آزادی حاصل کر لینے کے بعد سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کی تعلیم کے حصول میں انگریزی ہماری مجبوری بن چکی ہے یا بنادیا گیا ہے۔ بلاشبہ بعض معاملات میں

آج انگریزی ہمہ قسمی فوقیت رکھتی ہے۔ آج جدید فننیات (ٹیکنالوجی) سے وابستہ ہزاروں الفاظ اردو زبان میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان میں نت نئی ایجادات (ای میل، ایٹم، پیانو، ٹائم، ٹیپ، بلب، پمپ، پن، پنسل، ٹیوب، ٹی وی، ٹرین، اسٹیشن، ٹمپریچر، ریل، اسپرنگ، فٹ بال، فلم، فوٹو، کارٹون، کارڈ، کلب، کمپنی، کمپیوٹر، کیبل، گن، لاکر، لائن، لیکچر،

موبائل، ممبر، مکینک، موٹر، میل، میسج، وکٹ، ووٹ، بیرو، یونین وغیرہ)، نئے پیشے، ادارے، شعبے اور اشیاء (اسمبلی، آڈٹ، افسر، اکاؤنٹ، الیکشن، انجینئر، ڈاکٹر، انسپکٹر، کورٹ،



پروگرام، بکنگ، بلٹی، بورنگ، پارک، پاس، پاور، پلاٹ، پریشر، پرائمری، پروپگنڈا، پرنسپل، پلاسٹر، پولو، پولیس، پیکٹ، تحصیل، تولیہ، ٹرے، جسٹس، جرنل، جیل، چمنی، لالٹین، چیئرمین، ڈاریکٹر، ڈائری، لائبریری، ڈرائیور، ڈرامہ، ڈپٹی، ڈکشنری، رجسٹر، ریکارڈ، اسپیکر، سٹاف، سروس، اسکالر، اسکول، سگریٹ، اسکیم، سگنل، سنٹر، سوسائٹی، سروے، سول، سوڈا، سوئٹر، سیکنڈہینڈ، سیف، شارٹ، شفٹ، فانوس، فائل، فلٹر، فری، فن، فنانس، فلیٹ، کابینہ، کار، کاربن، کرسمس، کسٹم، انکم، کلاس، کلب، کلرک، کور، کیس، کافی، کالر، کیش، کورڈ، گارڈ، گرامر، گرانٹ، گراؤنڈ، گریٹ، لارڈ، لیبر، منی آرڈر، مارکیٹ، مڈل، میڈیا، نیشن، وارڈ، واسکٹ، باسیٹل، اسپیکنڈل، سنٹری، ہوسٹل، ہولڈ، ہیڈماسٹر، یونیورسٹی) جیسے ہزاروں الفاظ روزمرہ زندگی کے امور میں عام استعمال ہو رہے ہیں۔ (روبینہ ترین)

اردو میں لکھے گئے مضامین، مقالات اور تصانیف سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ اردو ایک علمی زبان کی حیثیت سے دورِ جدید کی ضروریات پورا کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں ایک بات خاص طور پر قابلِ غور ہے۔ یہ درست ہے کہ جب ضرورت پڑے زبان میں نئے لفظ اور مرکب گھڑنے یا وضع کرنے لیے زبان کی مزاج شناسی بہت ضروری ہے۔ اصل معیار ان الفاظ کا قبول عام ہونا ہے ورنہ سینکڑوں لفظ بنتے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں۔ (سید فیاض)

پاکستان کے قیام کے بعد یہ امکان تھا کہ انگریزی کی تہذیبی برتری یا بالادستی بتدریج کم ہو جائے گی۔ لیکن اردو کو انگریزی کے مقابلے میں وہ مقام نہیں دیا گیا۔ طبقہ اشرافیہ انگریزی یا انگریزوں کی پروردہ تھی، سو ان کی بالادستی انگریزوں کے جانے کے 70 ستر سال بعد بھی قائم ہے۔ (۴) اگرچہ کہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کا کامیاب تجربہ کر چکی ہے۔ اس درس گاہ سے نہ صرف ایم اے، ایم ایس سی بلکہ میڈیکل اور انجینئرنگ کی تعلیم بھی اردو میں دی جاتی رہی ہے۔ (شاہین اور افتخار)

آج اردو زبان کا ایک بڑا مسئلہ انگریزی الفاظ کی بے محابا اور بے دریغ آمیزش ہے، قطع نظر اس کے کہ ان الفاظ کو اردو کے مزاج سے کوئی مناسبت و مطابقت ہے بھی کہ نہیں۔ اردو زبان کے رواں، سبک، شستہ اور ٹکسالی الفاظ و کلمات کی جگہ انگریزی الفاظ کو رواج مل رہا ہے۔ 'بلاغت' جو زبان کی ایک اہم اور بنیادی خصوصیت ہے، یعنی 'کلام کی مناسبت سے لفظ کے استعمال' پر خود اردو دانوں نے سوالیہ نشان لگا دیا ہے۔ علامہ پنڈت موہن دتاتریہ کیفی نے کیا عمدہ بات کہی تھی کہ جب کسی زبان میں غیر زبانوں کے الفاظ کو بجنسہ اور چھان بین کے بغیر قبول کیا جائے لگتا ہے تو اس زبان کی قوت اختراع ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ (فاروقی شمس الرحمن)

جواز تحقیق

علمی و ادبی حلقوں میں اس امر پر ناپسندیدگی کا اظہار پایا جاتا ہے کہ اردو اخبارات میں انگریزی الفاظ کا استعمال کثرت سے اور غیر ضروری طور پر کیا جا رہا ہے جس کے نتیجے میں اردو زبان کا مزاج، اس کی ساخت اور ہیئت مسخ ہو رہی ہے۔ علم لسانیات ہی نہیں بلکہ خود علم ابلاغیات کے ماہرین اس تشویش کا اظہار کرتے ہیں کہ اگر اس رجحان کی روک تھام نہ کی گئی تو آئندہ پچاس برسوں میں اردو زبان اپنے مزاج اور اپنی لفظیات کے اعتبار سے ایک بدلی ہوئی زبان ہو گی۔ (نسیم پروفیسر)



اخبارات کے ذریعہ لوگوں سے ابلاغ کے لیے ایسی موثر زبان کا سہارا لیا جاتا ہے جس سے زیادہ سے زیادہ عوام واقفیت رکھتے ہوں۔ اخبارات میں تحریر شدہ الفاظ لوگوں کے ذخیرہ الفاظ میں اضافے کا باعث بنتے ہیں جو الفاظ اخبارات استعمال کرتے رہتے ہیں وہ ابتدا میں نامانوس ہونے کے باوجود آہستہ آہستہ معاشرے میں رائج ہوتے چلے جاتے ہیں اور اس طرح زبان ترقی کی منازل طے کرتی ہے دوسری طرف جن الفاظ کا استعمال اخبارات ترک کر دیتے ہیں وہ رفتہ رفتہ متروک ہو جاتے ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب وہ الفاظ مرجاتے ہیں۔ (ایضاً)

تحقیقی سوال

(الف) روزنامہ جنگ کی خبروں اور سرخیوں میں کون کون سے انگریزی کے الفاظ

استعمال ہوئے؟

(ب) کیا روزنامہ جنگ میں انگریزی الفاظ کے استعمال میں اضافہ ہوا؟

بنیادی مفروضات

(الف) روزنامہ جنگ میں انگریزی لفظوں کا استعمال بڑھ رہا ہے۔

(ب) روزنامہ جنگ میں انگریزی کے وہ الفاظ رواج پا رہے ہیں جن کے اردو متبادل موجود ہیں۔

وسعت مطالعہ

اپنے دائرہ کار کے اعتبار سے یہ تحقیق علم ابلاغیات کے علمی و عملی دونوں میدانوں کے لیے اہمیت کی حامل ہوگی۔ اس کے علاوہ بھی علم کے دیگر شعبوں یعنی اردو ادب و لسانیات، تعلیم اور سماجی نقطہ نظر سے بھی قابل غور ہوگی۔ یہ تحقیق زبان اور ابلاغیات، زبان اور ادب و لسانیات، زبان اور تعلیم نیز اردو اور انگریزی زبان کے جو سماجی مظاہر کی عکاسی کرتی اور ان سب کی تفہیم میں معاون ہوگی۔

اردو میں انگریزی الفاظ کی آمیزش موضوع تحقیق پر موجود تحقیقی مضامین کا جائزہ پر پہلا تفصیلی مضمون "تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند" میں بعنوان "زبان اور مطالعہ زبان" پڑھا تھا۔ یہ مضمون اس پراجیکٹ کی بنیاد ہے۔ اس پروجیکٹ کے 'ابتدائیے' کے زیادہ تر حوالے بھی اسی مضمون کے بنیادی خیالات کا اعادہ ہیں۔

ایم فل کا موضوع طے ہونے کے بعد جس تحقیقی مضمون کا حوالہ سب سے پہلے ملا وہ پروفیسر سرور نسیم کا بعنوان "اردو اخبارات میں انگریزی الفاظ کا استعمال۔ ایک تحقیقی جائزہ" تھا۔ اس مضمون میں پندرہ دن کے پانچ روزناموں یعنی جنگ، نوائے وقت، ایکسپریس، خبریں اور امت کا جائزہ اس پہلو سے لیا گیا کہ اوسطاً یومیہ فی صفحہ کتنے انگریزی الفاظ استعمال کیے جا رہے ہیں۔ اس جائزے کے مطابق روزنامہ جنگ کا پندرہ روز (دو ہزار دو سو چھپن) الفاظ پر مشتمل تھا۔ اس مقالے میں 2256 کا اوسطاً شماریاتی تجزیہ ڈاکٹر جمیل جالبی کی انگریزی اردو لغت سے استفادہ کرتے ہوئے ان انگریزی الفاظ کا (ستاؤن) ایسے انگریزی الفاظ کے اردو متبادل کی فہرست دی 57 متبادل بھی تلاش کیا گیا، اور 64 گئی ہے جو مروج ہیں لیکن اردو اخبارات میں مستعمل نہیں رہے۔ اس کے ساتھ (چونستھ) ایسے انگریزی الفاظ کی فہرست دی گئی ہے جن کے اردو متبادل موجود نہیں ہیں اور اب یہ الفاظ خود اردو کا حصہ بن چکے ہیں۔

پروفیسر نسیم کے تحقیقی جائزے کے مطابق اخبار کے مختلف صفحات میں انگریزی الفاظ کے استعمال کی وجوہات مختلف ہیں؛ مثلاً کاروباری و کھیلوں کی خبروں



میں انگریزی الفاظ استعمال نہ ہونے کی وجہ اردو اصطلاحات کا نہ ہونا یا مقبول و مستعمل نہ ہونا ہے۔ ثقافتی خبروں میں انگریزی کے استعمال کا سبب برقیاتی ذرائع ابلاغ کی جانب سے پھیلنے والی عوامی ثقافت ہے۔ اشتہارات میں تو اردو رسم الخط میں انگریزی الفاظ لکھے جارہے ہیں۔ ادارتی صفحات پر انگریزی الفاظ کے کثرت استعمال کی وجہ کاہلی و تن آسانی ہے۔ اس مضمون میں ٹی وی اور ایف۔ایم کی نشریات میں انگریزی الفاظ کے استعمال کا بھی سرسری جائزہ لیا گیا ہے۔ اس جائزے کے مطابق ٹی وی کے اکثر مذاکروں میں میزبان کی گفتگو میں ادھی سے زیادہ انگریزی ہوتی ہے، ڈراموں کے مکالمے انگریزی الفاظ کی آمیزش کے ساتھ اور بسا اوقات پورے مکالمے انگریزی میں ہوتے ہیں، دس سیکنڈ کے اشتہار میں اگر بیس الفاظ ہیں تو ستر فی صد انگریزی کے ہوتے ہیں جہاں تک ریڈیو کا تعلق ہے اس تحقیق کے مطابق ایف ایم 100 نے اپنی نشریات میں انگریزی زبان کے الفاظ کثرت سے استعمال کر کے ایک نئے رجحان کا آغاز کیا تاکہ ریڈیو نشریات کو شہری تعلیم یافتہ 75 طبقے میں مقبول بنایا جاسکے۔ آج صورت یہ ہے کہ ایف ایم ریڈیو اپنی نشریات میں (پچھتر فی صد) انگریزی الفاظ و تراکیب استعمال کرتے ہیں یہ پروگرام بہ ظاہر اردو کے پروگرام ہیں لیکن ان میں اردو زبان کے الفاظ محض برائے نام ہیں جب کہ دو گھنٹے کی انگریزی نشریات میں شاید ہی کسی نے اردو کا کوئی لفظ بولا ہو۔

تحقیق میں شامل نائب مدیران اور قارئین سے کی گئی گفتگو سے اس صورت حال کے جو عوامل سامنے آئے وہ یہ ہیں:

- i. ملی جلی زبان اب موجودہ ثقافت کا حصہ بن چکی ہے۔ خالصتاً اردو اصطلاحات کے استعمال سے اخبار عام قاری کے لیے عام فہم نہیں رہے گا۔
- ii. اس خدشے کا بھی اظہار کیا گیا کہ اگر اخبار کو خالص اردو میں نکالنے کی کوشش کی گئی تو ممکن ہے کہ وہ اخبار ہی ناکام ہو جائے۔
- iii. صحافت اب صنعت ہے اور پیمانہ معیار نہیں بلکہ منافع ہے۔
- iv. اخباری مالکان کم سے کم افرادی قوت سے زیادہ سے زیادہ کام لینے کی کوشش کرتے ہیں جس سے معیار متاثر ہوتا ہے۔
- v. اخباری مالکان محدود معاوضے پر کم علمی استعداد پر نائب مدیران کو بھرتی کر لیتے ہیں۔

اس مقالے میں یہ تجاویز سامنے آئیں کہ:

۱. شعبے میں آنے والے افراد کی تربیت کا اہتمام کیا جائے۔
 ۲. طالب علموں اور خصوصاً ابلاغ عامہ کے طالب علموں میں اردو زبان و ادب اور اخبارات و رسائل کے مطالعے کو فروغ دیا جائے۔
 ۳. اردو اخبارات میں سے انگریزی الفاظ کو خارج کرنے کی مہم چلائی جائے۔
 ۴. نظام تعلیم میں تبدیلی لائی جائے۔
- اس مقالے کے دوسرے پیرامیٹروں جو بات کہی گئی، اس کو یہاں نقل کر رہی ہوں: ”اخبارات میں تحریر شدہ الفاظ لوگوں کے ذخیرہ الفاظ میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ جو الفاظ اخبارات استعمال کرتے رہتے ہیں وہ ابتدا میں نامانوس ہونے کے باوجود آہستہ آہستہ معاشرے میں رائج ہوتے چلے جاتے ہیں اور اس طرح زبان ترقی کی منازل طے کرتی



ہے لیکن جن الفاظ کا استعمال اخبارات ترک کر دیتے ہیں وہ رفتہ رفتہ متروک ہو جاتے ہیں۔ اور ایک وقت ایسا آتا ہے جب وہ الفاظ مردہ ہو کر لغت کا حصہ نہیں رہتے۔“

پروفیسر نسیم کے اس مضمون سے میرے ایم فل پراجیکٹ کے نتائج سے اخذ کردہ ”نظریہ علت و معلول“ کی تائید ہوتی ہے کہ تعلیمی ادارے اور ذرائع ابلاغ بہ حیثیت سماجی ادارے خود اس صورت حال کی علت ہی نہیں بلکہ معلول بھی ہیں۔

اس موضوع پر دوسرا تحقیقی مقالہ ڈاکٹر ممتاز کلیانی اور شہزاد علی کا بعنوان ”اردو اخبارات میں مستعمل انگریزی و علاقائی زبانوں کے لفظیات کے موزوں متبادل“ تھامیں نے اس مقالے میں سے اپنے موضوع سے متعلق معلومات سے استفادہ کیا ہے۔ اس مضمون کے ”تعارف“ میں اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ اردو زبان میں مختلف علوم کے تصورات اور کیفیات کو آسانی سے اردو کے قالب میں ڈھالا جاسکتا ہے۔ اسی تعارفی پیرا میں اردو میں انگریزی الفاظ کی آمیزش کی ذمہ داری صحافیوں پر عائد کی گئی ہے جن کا ذخیرہ الفاظ محدود ہے۔ مقالے میں انگریزی الفاظ کے اردو متبادلات بھی بیان کیے گئے ہیں مضمون نگار کا بیان ہے کہ ان متبادل لفظیات کو استعمال کر کے اردو اخبارات کی صحافتی زبان کے معیار کو مزید بہتر اور زبان کے حسن کو مزید داغ دار ہونے سے بچایا جاسکتا ہے۔

اس مضمون میں بھی اس امر کا اعادہ کیا گیا ہے کہ انگریزی کے وہ الفاظ جو اردو میں مروج ہو چکے ہیں اور جن کے مترادف نہیں ہیں ان کے استعمال میں کوئی حرج نہیں لیکن جن کے مترادفات موجود ہیں وہاں انگریزی الفاظ کے استعمال کا کوئی جواز نہیں۔ اس کے ساتھ مقالے میں مخلوط ترکیب یعنی جن میں ایک لفظ اردو اور دوسرا انگریزی کا ہوتا ہے، مثالوں کے ساتھ تحقیق کی گئی ہے۔

اس مقالے میں ملتان سے شائع ہونے والے چار اردو روزناموں جنگ، نوائے وقت، خبریں اور نیا اخبار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان اخبارات کے صفحہ اول پر شائع ہونے والی منتخب کیا گیا ہے یہ تجزیہ مندرجہ (Unit of Analysis) خبروں کو بہ طور تجزیاتی اکائی) ذیل تین جدول پر مشتمل ہے:

کے اعداد و شمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مجموعی طور پر چاروں اخبارات میں 1* جدول نمبر (چار سو 488) تین ہزار تین سو اٹھتر) خبروں میں انگریزی الفاظ والی خبروں کی تعداد 3378 (چودہ اعشاریہ چار) فی صد ہے۔ 14.4 (اٹھاسی) یعنی

کے اعداد و شمار یہ ظاہر کرتے ہیں کہ روزنامہ جنگ میں انگریزی الفاظ 2* جدول نمبر (نو سو سترہ) کا 917 (دو سو چوبیس) ہے، جو کہ کل خبروں 224 والی خبروں کی تعداد (چوبیس اعشاریہ چار) فی صد ہے۔ روزنامہ نوائے وقت میں انگریزی الفاظ والی خبروں 24.4 (چودہ اعشاریہ چار) کا 317 (ایک سو تین) ہے، جو کہ کل خبروں 301 کی تعداد (اعشاریہ چار) فی صد ہے۔ روزنامہ خبریں میں انگریزی الفاظ والی خبروں کی تعداد (اٹھ اعشاریہ نونو) فی صد 8.99 (نو سو سٹھ سٹھ) کا 967 (اٹھاسی) ہے، جو کہ کل خبروں 88 (چوبتر) ہے، جو کہ کل 74 ہے۔ روزنامہ نیا اخبار میں انگریزی الفاظ والی خبروں کی تعداد (نو اعشاریہ چار) فی صد ہے۔ 9.4 (سات سو اکیاسی) کا 781 خبروں (ایک سو دو) انگریزی کے الفاظ اور ان کے اردو متبادل دیے گئے 102 میں 3* جدول نمبر ہیں۔



حاصل بحث میں مقالہ نگاران نے مدیران اور صحافیوں سے گفتگو کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ روزنامہ جنگ سے وابستہ صحافی نے انگریزی الفاظ کی آمیزش کو غلط رجحان قرار دیا ہے۔ ان کے خیال میں اردو زبان میں اتنی وسعت اور گنجائش موجود ہے کہ ہر طرح کے موضوعات کو آسانی کے ساتھ اردو زبان میں بیان کیا جاسکتا ہے۔ روزنامہ نوائے وقت کے مقامی مدیر کا نکتہ نظریہ تھا کہ انگریزی الفاظ کے مناسب اور آسان متبادل استعمال کیے جائیں۔ روزنامہ خبریں سے منسلک رانا مدیر کا یہ خیال تھا کہ روزنامہ خبریں ایک عوامی اخبار ہے اس لیے عوامی زبان کا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مقالے کے آخر میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ:

صحافیوں کے لیے ضروری ہے کہ تساہل اور کاہلی چھوڑ کر مطالعے کی عادت اپنائیں۔ اردو لغت سے استفادہ کریں اور انگریزی الفاظ کا غیر ضروری استعمال ترک کریں۔ مندرجہ بالا دونوں تحقیقات انتہائی گراں قدر ہیں۔ میری تحقیق کا دائرہ اس لحاظ سے مختلف ہے کہ یہ اردو میں انگریزی الفاظ کی آمیزش کا تاریخی تناظر رکھتی ہے یہ تناظر دو طرح سے دیکھا گیا ہے: اول اردو زبان میں انگریزی الفاظ کی شمولیت میں کب اور کیوں اضافہ ہوا؟ دوم سن 2011ء اور سن 1961ء کا عرصہ پچاس سال ہے میں روزنامہ جنگ میں انگریزی الفاظ کے استعمال میں اضافے کی کیا صورت حال رہی۔

مندرجہ بالا حوالہ جاتی تحقیقات حالیہ صورت حال کا تحقیقی مطالعہ و جائزہ پیش کرتی ہیں اور میرے ایم فل پراجیکٹ کے موضوع پر براہ راست لیکن مختلف پہلو اور متغیرات کے ساتھ بحث کرتی ہیں۔ ضرورت بھی اسی امر کی ہے کہ اس مسئلے کو وسیع تناظر اور متنوع نکتہ ہائے نظر کے ساتھ سمجھا اور پیش کیا جائے۔ منہاج تحقیق

پیش نظر تحقیق میں بنیادی تحقیقی سوالات یہ تھے کہ روزنامہ جنگ کی سرخیوں میں کون سے انگریزی کے الفاظ استعمال ہوئے؟ اور کیا ان کے استعمال میں اضافہ ہوا ہے؟ 2011ء کے جولائی، اگست، ستمبر اور بالترتیب اسی طرح سن 1961ء نمونہ بندی میں سن 50 کے جولائی، اگست، ستمبر کے اخبارات شامل تھے۔ ان سنوں کا درمیانی عرصہ تحقیقی نمونے کے لیے روزنامہ 'جنگ' کے انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ یہ پاکستان کا کثیر ع کے ان مہینوں کے انتخاب کی وجہ یہ ہے 1961ء الا ساعت روزنامہ ہے۔ روزنامہ جنگ کے کہ یہ فائلیں بیدل کتب خانے میں دستیاب تھیں اور اس لائبریری کا مقام اور اوقات کار میرے ع کے ان مہینوں کی فائلوں کے پیش نظر اگلے پچاس 1961ء کام کرنے کے لیے ممکن تھے۔ ع کے اس ہی اخبار کے اور ان ہی تین ماہ کی فائلیں دیکھی گئیں، تاکہ 2011ء سال بعد یعنی پیش نظر مفروضے میں الفاظ میں اضافے کے متغیرہ کا جائزہ پیش کیا جاسکے۔ پچاس سال کا عرصہ کسی زبان میں آنے والی تبدیلیوں کا جائزہ لینے کے لیے کافی سمجھا گیا تھا۔ تحقیق کے کمیتی نتائج نے ثابت کیا کہ ایسا سمجھنا درست تھا۔

روزنامہ جنگ کی صفحہ اول اور صفحہ آخر کی سرخیوں اور ذیلی سرخیوں میں استعمال ہونے والا انگریزی کا ہر 'لفظ' 'تجزیاتی اکائی' اور یہ صفحات 'کائنات' تحقیق تھے۔ فائلوں کا مطالعہ کرتے ہوئے انگریزی کا ہر لفظ لیا گیا پھر ان کی زمرہ بندی کی ، انگریزی اصطلاح (Urduized Noun)، تاریخ (Noun) گئی۔ یہ زمرہ بندی انگریزی اسم (اردوئی گئی اصطلاح اور اسم (English Term/Proper Noun) اور اسم خاص (اور بندسوں (Abbreviations، مخففات (Urduized Term/Proper Nouns) خاص)



پر مشتمل ہے یہ مخففات صرف انگریزی لفظیات کے نہیں ہیں بلکہ اردو کی (Numbers) لفظیات کے بھی مخففات کیونکہ انگریزی حروف پر مشتمل ہوتے ہیں اس لیے ڈیٹامیں شامل ہیں۔

* یہ اسمی سطح کا ڈیٹا تھا لہذا سلاخی گراف (بارگراف)، پائی چارٹ اور کائی اسکوائر فٹنس آف گڈ ٹیسٹ لگایا گیا یہ اس تحقیق کے نتائج کو قابل اعتبار ثابت کرتا ہے۔

ء کے، یہ کل ایک سو 2011ء اور یہ ہی تین ماہ 1961 جولائی، اگست، ستمبر (دن کے ڈیٹا پر مشتمل 180 چوراسی دن بنتے ہیں ہمارا تحقیقی مواد دستیاب ایک سو اسی) ہے۔ روزنامہ جنگ جن لفظوں کو رواج دے گا، وہ عوام میں رائج ہو جائیں گے۔ اس مثال کے ذرائع ابلاغ عامہ کے وسیع تناظر میں دیکھیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ زبان اور وہ الفاظ جنہیں یہ ذرائع فروغ دیں گے، مروج و مستعمل ہوتے چلیں جائیں گے، اور جنہیں یہ ترک ء کی فائلوں میں 'انجمن صحافیان کراچی' پڑھنے 1961 کریں گے وہ متروک ہو جائیں گے۔ کو ملا، آج 'کراچی یونین آف جرنلسٹ' اس کی جگہ لے چکا ہے یہ صرف ایک مثال ہے، ایسی بیسیوں مثالیں مزید دی جاسکتی ہیں اور اگر اصلاح احوال کی سنجیدہ کوششیں نہ ہوں تو اُنندہ ایسی سیکڑوں مثالیں ہوں گی۔

ماحصل اس تحقیقی مطالعے نے ابتدائی مفروضے کو مقداری طریقہ تحقیق کے مطابق درست ثابت کیا ہے۔ ہمارے بنیادی مفروضات یہ تھے:

- ۱۔ روزنامہ جنگ میں انگریزی الفاظ کا استعمال بڑھ رہا ہے۔
 - ۲۔ روزنامہ جنگ میں انگریزی زبان کے ایسے الفاظ استعمال کیے جا رہے ہیں جن کے متبادل اردو زبان میں موجود ہیں۔
- مقداری طریقہ تحقیق کے مطابق
- مجموعی طور پر پچاس سال کے عرصے میں انگریزی الفاظ کے استعمال میں (تین سو اٹھاسی اعشاریہ دو پانچ صفر) فی صد رہا۔ 388.250 اضافہ معیاری طریقہ تحقیق کے مطابق
- i. علمی مقاصد کے لیے غیر زبانوں کا سیکھنا حصول علم کی بنیاد ہے۔
 - ii. مادری زبان میں علم کے حصول سے ہی اقوام میں تخلیقی صلاحیتیں نمو اور جلا پاتی ہیں۔
 - iii. انگریزی الفاظ کا بے جا استعمال قومی اور اجتماعی سطح پر احساس کمتری کی غمازی کرتا ہے اور یہ جذبہ قومیت کے پنپنے کی راہ میں رکاوٹ ہے۔
 - iv. فطری طور پر غیر زبان کے الفاظ جو اسماء و اصطلاحات پر مبنی ہوتے ہیں کا اضافہ زبان کے زندہ ہونے کی دلیل ہے اور ان کی ثروت مندی میں اضافے کا موجب ہے۔
 - v. غیر ضروری طور پر انگریزی الفاظ کا استعمال زبان کے فطری اور تہذیبی حُسن کو متاثر کرتا ہے۔
 - vi. ذرائع ابلاغ اردو زبان کے فروغ اور املاء و انشاء کی درستگی کے لیے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں لیکن وہ اس کے برعکس کردار ادا کر رہے ہیں۔

نظریہ ء علت و معلول



میں ذرائع ابلاغ اور روزنامہ جنگ میں انگریزی الفاظ کے استعمال میں اضافے کو 'نظریہ علت و معلول' کے تحت دیکھتی ہوں۔ ذرائع ابلاغ مجموعی طور پر معاشرے کے زیر اثر بھی ہوتے ہیں اور معاشرے کو متاثر بھی کرتے ہیں۔ تعلیمی اداروں اور گھروں سے (جہاں اخبار، ٹی وی، موبائل اور کمپیوٹر عام ہوتے ہیں) افراد زبان سیکھ کر صحافت کے پیشے میں آتے ہیں، وہی زبان خبر اور رپورٹوں میں لکھتے ہیں، اور پھر وہی زبان گھروں میں سنی اور پڑھی جاتی ہے، یوں علت و معلول کا ایک دائرہ ہے جس میں زبان گردش کر رہی ہے۔ زبان کا جیسا استعمال بنیادی اداروں (گھر)، تعلیمی اداروں اور دیگر سماجی اداروں جن میں ذرائع ابلاغ بھی شامل ہیں ہو رہا ہے، وہ تعلیم کی کمی، غیر پیشہ ورانہ رویوں اور غفلت و کاہلی کا شکار ہیں، جس کی بنا پر اردو کا حسن اور قومی شیرازہ بندی میں اس کا کردار موثر نہیں رہا۔

خلاصہ

بنیادی طور پر اس تحقیق کا مقصد ذرائع ابلاغ میں انگریزی زبان کے الفاظ کے بے جا استعمال کی حوصلہ شکنی تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے پاکستان کے کثیر ء کے جولائی، اگست، ستمبر اور بالترتیب 1961 الاشاعت اخبار 'جنگ' کا انتخاب کیا گیا۔ سن ء کے جولائی، اگست، ستمبر کے اخبارات کی صفحہ اول اور صفحہ 2011 اسی طرح سن آخر کی سرخیوں اور ذیلی سرخیوں میں استعمال ہونے والے انگریزی الفاظ اس تحقیق کا بنیادی مواد تھا۔ اس عرصے کی درمیانی مدت پچاس سال ہے یہ عرصہ کسی بھی زبان میں آنے والی تبدیلیوں کو جانچنے کے لیے کافی تھا جیسا کہ اس مواد کے مقداری نتائج سے بھی ثابت ہوا۔ ماہرین ادب و لسانیات اور ذرائع ابلاغ علمی کو جو سوالنامہ بھیجا گیا، اس کے جوابات سے بھی مجموعی طور پر تحقیق کے مقصد کو تقویت پہنچتی ہے، یعنی وہ اردو میں انگریزی الفاظ کی بے محابا اور بے دریغ آمیزش کو زبان کے تہذیبی مزاج اور قومیت کی شیرازہ بندی کے لیے انتہائی نقصان دہ سمجھتے ہیں۔

بنیادی مواد کے حصول کے لیے نمونہ بندی میں شامل چھ ماہ کے اخبارات دیکھے اور انگریزی کا ہر لفظ خواہ وہ کتنی مرتبہ آیا ہو، خواہ اس کا چلن اردو میں عام ہو اور اس کا کوئی اردو مترادف نہ ہو، خواہ وہ کوئی اسم یا سائنسی اصطلاح ہو، کوئی مخلوط ترکیب ہو، تاریخ ہو، انگریزی حروف پر مشتمل مخفف ہوں یا ہندسے یہ سب اس بنیادی مواد میں شامل تھے یہ مواد شماریاتی طریقہ کار کے مطابق اسمی سطح کے زمرے میں تھا، لہذا کائی اسکوائر ٹیسٹ لگایا گیا، جس کے ذریعے مجموعی نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ ان پچاس سال کے عرصے میں روزنامہ جنگ کی سرخیوں اور ذیلی سرخیوں میں انگریزی الفاظ کی آمیزش میں تین سو سے زائد فی صد اضافہ ہوا ہے جس سے ہمارے دونوں بنیادی مفروضات اول یہ کہ روزنامہ جنگ میں انگریزی الفاظ کا استعمال بڑھ رہا ہے اور دوم یہ کہ روزنامہ جنگ میں انگریزی زبان کے ایسے الفاظ استعمال کیے جا رہے ہیں جن کے متبادل اردو زبان میں موجود ہیں؛ درست ثابت ہوئے۔

سفارشات

سوالنامے میں ایک سوال تجاویز سے متعلق تھا، ماہرین کی آرا کے نتیجے میں مندرجہ ذیل تجاویز مرتب کی گئیں ہیں۔



1. اوزارت اطلاعات و نشریات اور پیمرا کی یہ قومی ذمہ داری ہے کہ وہ ان خرابیوں کا سدّ باب کرے۔ ذرائع ابلاغ کے منفی کردار اور رویوں کا سدّ باب ان ہی دو اداروں کو کرنا چاہیے۔
2. عوامی سطح پر یہ ہو سکتا ہے کہ عوام کے درد مند طبقے کو ایک ”حلقہ دباؤ انداز“ (پریشر گروپ) تشکیل دینا چاہیے جس کا مقصد یہ ہو کہ وزارت اطلاعات و نشریات اور پیمرا پر زور دیتا رہے کہ وہ ذرائع ابلاغ پر انگریزی کے غیر ضروری استعمال پر پابندی عائد کرے اور اس پابندی پر عمل پیرا رہے۔ یہ حلقہ یہ بھی دیکھے کہ ذرائع ابلاغ کہاں کہاں اردو یا قومی زبان کی بے حرمتی کر رہے ہیں، کہاں غلط تلفظ اور غلط املا استعمال کر رہے ہیں اور غیر ضروری طور پر غلط الفاظ کو ترجیح دے رہے ہیں یا اردو کو نظر انداز کر رہے ہیں۔
3. ’زبان سے متعلق ایسے ناروا اور ملکی مفادات اور قومی وقار کے خلاف اقدامات پر ذمے دار ذرائع ابلاغ پر کوئی نہ کوئی سزا واجب ہونی چاہیے تاکہ ایسا رویہ عام نہ ہو سکے۔
4. ہر سطح پر سوچ بچار کی ضرورت ہے خاص طور پر ابتدائی و ثانوی کی سطح پر درست زبان پر توجہ دی جائے۔
5. اردو کو دفتری زبان کے طور پر رائج کرنے پر زور دینا چاہیے۔
6. جن اصطلاحات کا ترجمہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے ان کا ترجمہ کیا جانا چاہیے اور اس کے لیے دوسری قومی اور علاقائی زبانوں سے مدد لی جاسکتی ہے۔
7. ذرائع ابلاغ عامہ کے ارباب اختیار اور حکم رانوں کا پابند کیا جانا چاہیے، جو عملاً عدالت عالیہ کا فیصلہ اردو کو دفتری و سرکاری زبان بنانے سے عملاً انکار کرتے رہے ہیں۔
8. عامل صحافیوں کو ہمت نہیں ہارنی چاہیے، اس جمود کو توڑنے کی کوشش ضرور کرنی چاہیے، وہ چاہیں تو اس سلسلے میں اجتماعی تحریک کی بنیاد بھی ڈال سکتے ہیں۔
9. جامعات کے شعبہ ابلاغ عامہ اور صحافت کے شعبوں میں زبان و ادب کی تدریس کے ساتھ ساتھ لسانیات کو بھی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔
10. صحافتی اداروں کو انگریزی الفاظ کے متبادل الفاظ کی فہرست بنا کر دی جائے اور انہیں اس کا پابند بنایا جائے کہ وہ اردو کے آسان الفاظ استعمال کرنے پر زور دیں۔
11. مقتدرہ قومی زبان اور اردو و لغت بورڈ موثر انداز میں نہ صرف مہم چلائے بلکہ صحافتی زبان اور لسانیات کے موضوع پر کتب اور مقالات شائع کرائے، اس کے ساتھ سیمینار، ورک شاپ اور کانفرنسوں کا انعقاد بھی کرائے جس میں مطبوعہ اور برقی ذرائع ابلاغ کے بااثر لوگوں کی شرکت کو یقینی بنائے اور ان تجربات کی روشنی میں کوئی واضح حکمت عملی مرتب کرے۔



- 1 عابدی، رضاعلی، اردو کا حال، ص 5
 - 2 ترین ڈاکٹر روبینہ؛ گورمانی، قیصر امتیاز، اردو پر فاتحین کی زبانوں کے اثرات، مشمولہ جرنل آف ریسرچ، ص 43
 - 3 محمود، سیّد فیاض، تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، ص 48
 - 4 ایضاً، ص 986
 - 5 شاپین، پروفیسر افتخار اجمل، ہمارا ذریعہء تعلیم!، مشمولہ اخبار اردو، ص 11
 - 6 فاروقی، شمس الرحمن، لغاتِ روزمرہ، ص 81
 - 7 نسیم، پروفیسر سرور، اردو اخبارات میں انگریزی الفاظ کا استعمال ایک تحقیقی جائزہ، مشمولہ: بیاد سرور نسیم، مرتبہ نگہت سرور نسیم، ص 121
 - 8 ایضاً، ص 122
- کتابیات
- عابدی، رضاعلی، اردو کا حال، 2012ء، اردو کا حال، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور۔
ترین ڈاکٹر روبینہ؛ گورمانی، قیصر امتیاز، 2008ء، اردو پر فاتحین کی زبانوں کے اثرات، مشمولہ: جرنل آف ریسرچ، ملتان، بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی، والیم
41۔
- محمود، سیّد فیاض، تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ج 01
شاپین، پروفیسر افتخار اجمل، 2006ء، ہمارا ذریعہء تعلیم!، مشمولہ: اخبار اردو، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان۔
فاروقی، شمس الرحمن مقدمہ، 2012ء، لغاتِ روزمرہ، کراچی، آج کی کتابیں، اشاعت چہارم۔
نسیم، پروفیسر سرور، 2014ء، اردو اخبارات میں انگریزی الفاظ کا استعمال ایک تحقیقی جائزہ، مشمولہ: بیاد سرور نسیم، مرتبہ نگہت سرور، اشاعت دوم، بی سی سی اینڈ ٹی پریس یونیورسٹی آف کراچی۔